بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خلاصہ اصول الشاشی

حل المشکلات لتسھیل الاصطلاحات بأمثلة جدیدة

لاصول الشاشی

از

قلم خادم اہل سنت، شمشیر اعلی حضرت، حضرت قبلہ علامہ عمران ضیائی دام فیوضہ

کمپوزنگ: محمد اسماعیل

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ ﷺ

حل المشکلات لتسهیل الاصطلاحات بامثلة جدیدة

لاصول الشاشی

از

قلم خادم اهل سنت، شمشیر اعلی حضرت، حضرت قبله

علامه عمران ضیائی دام فیوضه

انتساب

کہنے کو تو کعبہ ایک مجموعہ سنگ ہے مگر نسبت الی اللہ جل جلالہ نے اس کو وہ شرف بخشا کہ اشرف المخلوقات کا قبلہ قرار پایا۔ رسول خدا کی تربت اقدس کی مٹی بظاہر خاک ہے مگر تعلق الی الرسول ﷺ سے وہ عزت پائی کہ عرش و کعبہ سے افضل قرار پائی۔

میں کن کن سنتوں کو گنواوں اور کس کس امر کا شمار کرواوں۔ بات لمبی ہو گی کلام طول ہو گا بس اتنا باور کروانا تھا شئی کم تر نسبت الی بر تر سے بہتر ہو جاتی ہے اور امر حقیر تعلق الی العظیم سے فخیم ہو جاتا ہے اس ڈگر کو اپناتے ہوئے اور اس روش کو بر قرار رکھتے ہوئے اپنی اس تحریر پر تقصیر کو انتساب دوں تا کہ یہ ذرہ وقعت پائے اور یہ قطرہ وسعت پائے۔

میرا ممدوح جماعت کا عرفان ہے سنیت کی پہچان ہے اس سے علم کا وجدان ہے اس سے تصلب فی الدین کا حرمان ہے ہاں ہاں وہ احمد رضا خان ہے جسکا والد نقی علی خان اور دادا علی رضا خان ہے جن پر لگاتار رحمت رحمن ہے جن پر مسلسل خوشنودی حبیب انس و جان ہے۔

ایک ہی کیا میری عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

خادم دین متین، غلام علمائے فطین، نوکر اعلحضرت، عظیم البرکت، عمران ابن عبد الرحیم، مسلکا سنی، مشربا حنفی، اعتقادا ماتریدی، زاد علمہ وعملہ وعمرہ بالخیر رب العالمین۔

افتتاحیہ

زیر نظر نوٹس جو کہ اصول فقہ کی مشہور اور اہم کتاب "اصول الشاشی" کا خلاصہ ہے۔اصول الشاشی اس فن پر نہایت ہی اہم ترین کتاب ہے جو درسِ نظامی کے نصاب میں شامل ہے نیز اس نوٹس میں فقیر کی حتی الامکان کوشش رہی کہ اصطلاحات کو جدید امثلۃ کے ساتھ سمجھایا جائے تاکہ طلبہ بھرپور استفادہ کر سکے اور کتاب کے فھم میں آسانی ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائیں۔آمین

گر قبول افتد زہے عز وشرف

مدرسِ حاذق:

حضرت علامہ عمران ضیائی علیہ الرحمہ

(مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی)

ابتدائی باتیں

تعریف:

هو علم بالاحكام الشرعية من ادلتها الاجمالية

ترجمہ:

احکام شرعیہ کو جاننا انکے اجمالی دلائل کی بنیاد پر

نوٹ:

اصول فقہ کی دو تعریفیں ہیں ا۔ حد لقبی ۲۔ حد اضافی

حد اضافی:

جس میں پہلے مضاف (اصول) پھر مضاف الیہ (فقہ) کی تعریف کی جائے۔

حد لقبی:

جس میں مجموعی (اصول + فقہ) طور پر تعریف کی جائے۔

موضوع:

ادلہ اور احکام

نوٹ:

ادلہ کی دو قسمیں ہیں ا۔ متفق علیہ جو کہ قرآن، حدیث، اجماع، قیاس ہیں ۲۔ غیر متفق علیہ جو کہ استصحاب حال، شرع من قبلنا، عرف، وغیرہ کو شامل ہیں۔

احکام میں تین چیزیں شامل ہیں ا۔ حاکم (یعنی اللہ تعالی) ۲۔ محکوم بہ (نماز، روزہ، حج وغیرہ) ۳۔ محکوم علیہ (مکلفین)

غرض وغایت:

ا۔ استنباط احکام بالدلائل

۲۔ حلال وحرام کی معرفت

۳۔ سعادۃ دارین

فائدہ: درحقیقت دلیل ایک ہی ہے جو کہ قرآن مجید ہے اور رہی بات حدیث، اجماع، قیاس کی ان کو ادلہ میں قرآن کے حکم کی بناء پر شامل کرتے ہیں مثلاً قرآن نے کہا " **اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول\ ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ**" اس سے ہم سنت

رسول کی طرف گئے اور اسی طرح کہا" ومن یتبع غیر سبیل المومنین نولہ ماتولی ونصلہ جھنم وساءت مصیرا "
اس سے اجماع کی طرف گئے اور اسی طرح" فاعتبروا " کہہ کر قیاس کی طرف اشارہ کیا۔

مرتبہ ومکان علم:

علم کی اولا دو قسمیں ہیں ا۔مقصودی اور ۲۔غیر مقصودی قرآن، حدیث، فقہ، عقائد مقصودی ہیں جبکہ بقیہ علوم غیر مقصودی ہیں یعنی نحو، صرف، منطق، بلاغت وغیرہ ۔

ثانیا پھر دو قسمیں ہیں ا۔اصولی (جس میں قواعد اور قوانین بیان کئے جائیں) اور ۲۔فروعی (جس میں جزئیات اور احکام وغیرہ بیان کئے جائیں) پس اصولی میں اصول فقہ، اصول حدیث، اصول تفسیر، نحو، صرف۔منطق وغیرہ شامل ہیں اور فروعی میں فقہ، وعقائد وغیرہ داخل ہیں۔

تو پتہ چلا اصول الشاشی کا تعلق اصولی اور غیر مقصودی علوم سے ہے

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب مقصد قرآن، حدیث، فقہ، عقائد ہے تو بقیہ علوم کی کیا ضرورت ہیں ؟؟؟

تو اسکا مختصرا جواب یہ ہے کہ بقیہ علوم مثلا نحو، صرف، منطق، بلاغت وغیرہ علم مقصودی کے سمجھنے میں مدد و معاون اور وسیلہ ہے پس علم غیر مقصودی بھی اس جہت سے مقصودی ہو جائے گا۔

اصول فقہ کا مرتبہ:

ہر علم کی فضیلت کا دارومدار اس کے موضوع پر ہوتا ہے جس علم کا مرتبہ دریافت کرنا ہو تو اس کا موضوع دیکھ لیا جائے کہ وہ کس مرتبہ کا ہے تو جس مرتبہ کا موضوع ہوگا اس مرتبہ کا علم ہوگا لہذا اصول فقہ کا موضوع دلائل (قرآن، حدیث، اجماع، قیاس) اور احکام ہیں اور یہ دونوں چیزیں اعلی مرتبت ہیں تو انکا علم بھی بلند مرتبہ ہوگا۔

اصول فقہ کا حکم:

اصول فقہ کا حاصل کرنا فرض کفایہ ہے

تدوین:

اصول فقہ کے مدونین دراصل صحابہ کرام علیہم الرضوان اور امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ ہیں مگر ان حضرات نے باقاعدہ کوئی کتاب نہیں لکھیں پھر زمانہ گزرتا گیا اور امام شافعی علیہ الرحمہ نے " الرسالۃ "نامی کتاب لکھی۔

پھر علماء آتے گئے ہر ایک نے اپنا حصہ ملایا اور کتابیں لکھیں۔مثلا مسلم الثبوت، توضیح تلویح، ارشاد الفحول، الاحکام لترمذی، منتھی الاصول، تقریر والتعبیر اور غیر احناف کی مستصفی، اور محصول وغیرہ ہیں۔

مصنفِ اصول شاشی:

مصنف اصول الشاشی کی تعیین کے حوالے سے علماء کے درمیان اختلاف ہیں اکثر کی رائے نظام الدین الشاشی علیہ الرحمہ ہیں آپ علیہ الرحمہ صاحب اصول الشاشی کے نام سے معروف ہیں اپنے زمانہ کے فقہ حنفی کے امام تھے فقہ واصول میں فرید العصر وحید الدہر تھ

نام:

نظام الدین ابو علی احمد بن محمد بن اسحاق الشاشی

ولادت:

نظام الدین شاشی ماوراء النہر کے علاقے شاش میں پیدا ہوئے جو سیحون کے قریب ہے یہاں وہ قاضی بھی رہے۔

وفات:

امام شاشی نے ۳۴۴ھ ۹۳۷ء مصر میں وفات پائی۔

تصنیف:

فقہ اور اصول فقہ میں فرید العصر ہیں اصول فقہ میں "مختصر اصول الشاشی "تصنیف کی اور اس کا نام " خمسین "رکھا کیونکہ جب یہ تصنیف کی اس وقت انکی عمر ۵۰ سال تھی۔ یہ کتاب ایسی مقبول ہوئی کہ تدریس کی نصابوں میں شامل ہوئی۔

مشق

س: اصول فقہ کی تعریف، موضوع، غرض لکھیں۔

س: حد لقبی اور حد اضافی کی وضاحت کریں۔

س: اصل "موضوع" کیا ہے تشریح سپرد قلم کریں۔

س: اصول فقہ کا مرتبہ اور حکم بیان کریں۔

س: اصول فقہ کا مدون کون ہے۔

س: اصول شرع کتنے ہیں نیز کتاب اللہ کی تعریف کریں۔

اصطلاحات عشرین

لفظ اور معنی کے اعتبار سے	استعمال کے اعتبار سے	ظہور اور خفاء کے اعتبار سے	استدلال کے اعتبار سے
خاص	حقیقت	ظاہر۔۔۔۔۔۔۔خفی	عبارۃ النص
عام	مجاز	نص۔۔۔۔۔۔۔مشکل	اشارۃ النص
مشترک	صریح	مفسر۔۔۔۔۔۔۔مجمل	دلالۃ النص
موول	کنایہ	محکم۔۔۔۔۔۔۔تشابہ	اقتضاء النص

البث الاول فی بیان کتاب اللہ تعالٰی

"الفاظ کی وضع معانی کے لئے" اس اعتبار سے قرآنی آیات اور الفاظ کی تقسیمات

[۱۔ خاص ۲۔ عام ۳۔ مشترک ۴۔ موول]

خاص:

ھو کل لفظ وضع لمعنی معلوم او لمسمی معلوم علی الانفراد

ہر وہ لفظ جو معنی معلوم اور مسمی معلوم کے لئے وضع کیا گیا ہو انفرادی طور پر۔

مثال:

معنی معلوم کی مثال:

جیسے لفظِ "کلمۃ" کو بنایا گیا" وضع لمعنی مفرد" کے لئے اور اسی طرح لفظِ" تصور" کو بنایا گیا"علم بغیر حکم" کے لئے

مسمی معلوم کی مثال:

جیسے "لفظِ قرآن" کو بنایا گیا ایسی کتاب کے لئے جو نبی مکرم ﷺ پر اتاری گئی ہے اور اسی طرح "لفظ دنیا" اس جہاں میں موجود ہر جاندار کے لئے۔

قرآن کی مثال:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "فاغسلو اوجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا بروسکم "تو اپنا منہ دھوو اور ہاتھ کہنیوں تک اور سروں کا مسح کرو۔ اس آیت کریمہ میں "غسل" اور "مسح" کا حکم دیا گیا ہے پس "غسل" اور "مسح" کا لفظ خاص ہیں کیونکہ غسل کا معنی (الاسالۃ مع التقاطر) یعنی اسطرح دھونا کہ پانی بہے اور مسح کا معنی (الاصابۃ) یعنی ہاتھ پہنچانا تو ان دونوں الفاظ کے معانی پر

عمل کرنا فرض ہے اور اس پر
"ولا" وغیرہ کی شرط زیادہ نہیں کی جائے گی۔

اقسامِ خاص

خاص کی تین اقسام ہیں ۱۔خاصۃ الجنس ۲۔خاصۃ النوع ۳۔خاصۃ الفرد

خاصۃ الجنس:

اگر لفظِ خاص کا معنیٰ کوئی جنس ہو تو اسے خاص الجنس کہتے ہیں جیسے انسان

جنس اصولی:

اہل اصول کے نزدیک جنس وہ کلی ہے جو ایسے بہت سے افراد پر بولی جائے جن کی غرض الگ الگ ہو جیسے انسان یہ مرد اور عورت پر بولا جاتا ہے اور ان دونوں کی اغراض الگ الگ ہے

خاصۃ النوع :

اگر لفظ خاص کا کوئی معنی نوع ہو تو اسے خاص النوع کہتے ہیں جیسے رجل

نوع اصولی:

اہل اصول کے نزدیک نوع وہ کلی ہے جو ایسے بہت سے افراد پر بولی جائے جن کی غرض ایک ہو جیسے رجل کہ اس کے تمام افراد کی غرض ایک ہے

خاص الفرد:

اگر لفظ خاص کا کوئی ایک شخص اور فرد ہو تو اسے خاص الفرد کہتے ہیں جیسے زید

حکم:

وجوب العمل به لامحالة

کتاب اللہ کے خاص پر یقینی طور پر عمل کرنا واجب ہے اگر اس کے مقابلے میں خبر واحد یا قیاس وغیرہ آجائے تو کتاب اللہ کے حکم میں تبدیل اور تغییر کئے بغیر اولا تطبیق ممکن ہو تو تطبیق دینگے ورنہ کتاب اللہ کے خاص پر عمل کیا جائے گا۔

فائدہ:

مناطقہ حقائق کی طرف دیکھتے ہیں جبکہ اصولین اغراض کی طرف نظر کرتے ہیں

اقسامِ خاص

خاص کی دو قسمیں ہیں

۱۔ مطلق ۲۔ مقید

مطلق:

المطلق هو المعترض لذات دون الصفات

مطلق وہ ہے جو ذات کو بتائے، صفات کو نہیں یعنی اس میں بدونِ تقیید حکم لگایا جائے۔

مثلا:

۱۔ طالب علم نے کتاب پڑھی

آپ دیکھ رہے ہیں کہ طالب علم اور کتاب کسی تقیید کے بغیر ذکر کئے گئے ھیں بایں وجہ وہ مطلق ہے

۲۔ عقلمند نشانیوں میں غور و فکر کرتا ہے

عقلمند اور نشانیاں مطلق ہے

"تحریر رقبۃ" میں لفظ" رقبۃ" مطلق ہے اسکا معنی"غلام" ہے جو صرف غلام کی ذات کو بتلا رہا ہے اس کی صفات (موٹا، پتلا، دبلا، مسلمان ہونا وغیرہ) کو نہیں۔

۳۔ کوئی کہے کہ "کرسی لاو" پس یہ مطلق ہے کیونکہ یہ پلاسٹک، لکڑی، فولڈنگ، سستی، مہنگی، کالے کلر، سفید کلر ہر کرسی کو شامل ہے۔

سوال:

اگر کوئی ٹوٹی ہوئی کرسی لائے تو کیا وہ مطلق پر عمل کرنے والا کہلائے گا؟؟؟

جواب:

وہ مطلق پر عمل کرنے والا نہیں کہلائے گا کیونکہ جب مطلق بولا جائے تو اس سے مراد فرد کامل ہوتا ہے اور قائدہ ہے کہ " **المطلق يجري على اطلاقه**" یعنی مطلق کو اس کے اطلاق پر جاری کیا جائے گا۔

مطلق کا حکم:

مطلق کا حکم یہ ہے کہ جب مطلق کے اطلاق پر عمل کرنا ممکن ہو تو اس پر خبر واحد یا قیاس سے زیادتی کرنا جائز نہیں یعنی مطلق پر بلا قید کے عمل کیا جائے گا۔

مقید:

المقید ھو المعترض للذات مع الصفة

مقید وہ لفظ ہے جو ذات اور صفات دونوں کو بتلائے

مثلا:

ا۔ ذھین طالب علم نے فقہ کی کتاب پڑھی۔

۲۔ عقلمند اللہ تعالی کی نشانیوں میں غور وفکر کرتا ہے۔

اوپر دی گئی ہر دو مثالوں میں طالب علم ذہین ہونے کے ساتھ، کتاب فقہ کے ساتھ، اور نشانیاں اللہ تعالی کے ساتھ مقید کی گئی ہیں بایں وجہ یہ تمام مقید ہیں۔

عام اور مطلق میں فرق:

عام کا تعلق ذوات سے اور مطلق کا تعلق اوصاف سے ہوتا ہے

عام:

العام ھو کل لفظ ینتظم جمعا من الافراد لفظا او معنا

عام ہر وہ لفظ جو اپنے تمام افراد کو ایک ساتھ لفظا یا معنا شامل ہو۔

مثال:

کلاس کے بچے آ گئے۔

کلاس کے بچے آ گئے سوائے زید کے۔

ہر دو مثالوں پر غور کریں۔ لفظ "بچے" عام ہے اور پہلی مثال میں یہ کلاس کے تمام بچوں کو شامل ہے اور جب عام اپنے تمام افراد کو شامل ہو تو "عام غیر مخصوص" کہلائے گا اور دوسری مثال میں یہ کلاس کے تمام بچوں کو شامل نہیں ہے کیونکہ زید اس حکم سے الگ ہے اور جب عام بعض افراد کو شامل ہو اور بعض کو نہ ہو تو مخصوص عام کہلائے گا۔

عام کی اقسام:

عام کی دو قسمیں ہیں ا۔ عام مخصوص منہ البعض ۲۔ عام غیر مخصوص منہ البعض

عام مخصوص منہ البعض:

ایسا عام جس سے بعض کو خاص کر دیا گیا ہو۔

مثلا:

ا۔ڈبل سواری پر پابندی ہے اس حکم سے چند افراد خاص ہے بچہ، بوڑھا، عورت، بیمار، گلی وغیرہ میں چلانا۔
۲۔اور یونہی ہر گاڑی والے کیلئے سگنل کی پابندی ضروری ہے سوائے ایمبولنس کے۔

حکم:

عام مخصوص میں موجود بقیہ تمام افراد کے حکم پر عمل کرنا واجب ہے مگر ان افراد میں بھی تخصیص کا احتمال باقی رہتا ہے حتی کہ یہ تخصیص تین افراد باقی رہ جانے تک درست ہے اسکے بعد جائز نہیں پس عام مخصوص منہ البعض ظنی ہے

عــام غیــر مخصوص منــہ البعض:

ایسا عام جس سے بعض کو خاص نہ کیا گیا ہو۔

مثلا:

ہر وزیر اپنا علاج حکومتی خرچے پر باہر کروسکتا ہے۔اور یونہی لفظ "رجال" جو تمام افراد کو ایک ساتھ شامل ہیں

حکم:

عام غیر مخصوص منہ البعض قطعی ہے یعنی اسکا حکم خاص کی طرح ہے

مشترکـــ:

ما وضع لمعنیین مختلفین او لمعان مختلفة الحقائق

مشترک وہ لفظ ہے جو دو مختلف معنوں یا چند مختلفۃ الحقائق معانی کے وضع کیا گیا ہو۔

مثلا:

ا۔ لفظ "جھیل" یہ دو معانی میں مشترک ہے ا۔ پانی کا ایسا ٹکڑا جسکے ارد گرد خشکی ہو ۲۔دلدل
۳۔اور یونہی لفظ "کوا" دو معانی میں مشترک ہے ا۔معروف پرندہ ۲۔آدمی کے حلق کے پاس گوشت کا لوتھڑا

حکم:

مشترک میں قطعیت یا ظنیت کا حکم موول کے اعتبار سے لگایا جائے گا۔

موول:

مشترک کے دو معنی میں سے ایک معنی کو معین کرنا موول کہلاتا ہے۔
نیچے دی گئی مثال سے سمجھیں کہ دو معنی میں سے ایک معنی کیسے متعین ہوتا ہے۔

مثلا:

رضوان" دلدل "میں پھنستا چلا گیا۔ اس مثال میں " جھیل "بمعنی دلدل ہے کیونکہ دلدل میں پھنسا جاتا ہے اور اسی طرح لفظ "کوا" معروف پرندہ اور آدمی کے حلق میں موجود گوشت کے " لوتھڑے "کو بھی کہا جاتا ہے پس اگر کہا جائے "کوا" اڑ گیا تو اڑ جانا متعین کر دے گا کہ "کوا" سے مراد معروف پرندہ ہے

مشترک اور موول کے درمیان فرق:

ہم جب تک لفظ کے دو یا دو سے زائد معانی کو ترجیح کے ذریعے سے متعین نہ کریں تو وہ مشترک ہے اور جب متعین ہو جائے تو وہ موول ہو جائے گا۔ مثلا" صلوۃ" کے چند معانی ہیں ا۔ تسبیح ۲۔ سرین ہلانا ۳۔ دعا ۴۔ ارکان مخصوصہ پھر صلوۃ بمعنی ارکان مخصوصہ اجماعا خاص کر دیا گیا ہے اور یونہی لفظ" خاتم" ا۔ مہر ۲۔ انگوٹھی ۳۔ خاتم النبین ﷺ جیسے معانی کو شامل ہیں پھر اجماعا معنی "خاتم النبین" کی طرف پھیر دیا گیا ہے۔

مشق

س: خاص، عام، مشترک، موول کی تقسیم کس اعتبار سے ہے

س: خاص کی تعریف مع اقسام لکھیں۔

س: عام کی کتنی قسمیں ہیں کسی ایک کی وضاحت مع مثال کریں۔

س: مشترک اور موول میں کیا فرق ہے۔

س: کرسی لاو، جھیل، کلاس کے سب بچے آگئے، رضوان جھیل میں پھنستا گیا ہر ایک کا" ممثل لہ" متعین کریں

س: عام اور مطلق میں کیا فرق ہے۔

"الفاظ کا معانی میں استعمال" اس لحاظ سے قرآنی آیات اور الفاظ کی تقسیمات

ا۔ حقیقت ۲۔ مجاز ۳۔ صریح ۴۔ کنایہ

حقیقت:

کل لفظ وضعه واضع اللغة بازاء شی فهو حقيقة له

ہر وہ لفظ جسے لغت کے واضع نے کسی چیز کے مقابلے میں وضع کیا ہو وہ لفظ اس چیز کے لئے حقیقت ہے۔

یعنی حقیقت میں معنی موضوع لہ ملحوظ ہوتا ہے۔

مثلا:

مسجد، آٹا، چاول اور اسی طرح لفظِ ''لمس'' بمعنی چھونا سب کے سب حقیقی معانی ہیں۔

حقیقت کی اقسام

حقیقت کی تین قسمیں ہیں ۱۔ حقیقت متعذرہ ۲۔ حقیقت مہجورہ ۳۔ حقیقت مستعملہ

حقیقتِ متعذرہ:

هی ما لا یمکن الوصول الیه الا بکلفة و مشقة

حقیقتِ متعذرہ وہ ہے جس تک تکلیف اور مشقت کے بغیر پہنچنا ممکن نہ ہو۔

مثلا:

۱۔ یجعلون اصابعهم فی اذانهم

یعنی وہ ڈالتے ہیں اپنے کانوں میں انگلیوں کو پس انگلیوں کا ڈالنا متعذر، تو مراد اس سے انگلیوں کے پورے ہیں

۲۔ میں تجھے چیونٹی کی طرح مسل دونگا

۳۔ میں تیری ھڈیوں کا سرمہ بنادوں نگا

حقیقتِ مھجورہ:

هی ما ترک الناس العمل به ان تیسر الوصول الیه

حقیقتِ مھجورہ وہ ہے کہ جس پر لوگوں نے عمل کرنا چھوڑ دیا ہو اگرچہ اس تک پہنچنا آسان ہو۔

مثلا:

۱۔ کوئی شرابی شراب چھوڑتے ہوئے کہے ''میں اس کو آج کے بعد دیکھوں گا بھی نہیں'' تو فقط دیکھنے سے حانث نہ ہو گا بلکہ استعمال سے ہو گا۔ کیونکہ ''مراد استعمال نہ کروں گا''۔

۲۔ کوئی دوسرے سے کہے کہ '' میں تجھے اس پر بولنے بھی نہ دونگا '' تو مطلب یہ کہ غالب نہ ہونے دوں گا نہ یہ کہ سرے سے ہی بولنے نہ دونگا۔

حقیقتِ متعذرہ اور مھجورہ کا حکم:

حقیقتِ متعذرہ ہو یا مھجورہ ہر دو سے بالاتفاق مجازی معنی مراد لئے جائیں گے۔

حقیقتِ مستعملہ:

هی ماتیسر الوصول الیه وماویترک الناس العمل به

حقیقتِ مستعملہ وہ ہے جس تک پہنچنا آسان ہو اور لوگوں نے اس پر عمل نہ چھوڑا ہو۔

مثلا:

ا۔ میں میٹھا نہیں کھاوں گا۔

۲۔ میں بد مذہبوں سے نہیں ملوں گا۔

حقیقتِ مستعملہ کا حکم:

حقیقتِ مستعملہ کی دو صورتیں ہے ا۔ اس کا مجاز متعارف ہے ۲۔ یا نہیں اگر مجاز متعارف ہے تو امام صاحب کے نزدیک حقیقت پر عمل کرنا اولی ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک عموم مجاز پر عمل کرنا اولی ہے اور اگر مجاز متعارف نہیں تو بالاتفاق حقیقت پر عمل کرنا اولی ہے۔

مجازِ متعارف:

هو المعنی المجازی المتبادر الی الفهم من المعنی الحقیقی

مجاز متعارف وہ مجازی معنی ہے جو حقیقی معنی کی بنسبت جلدی سمجھ آجائے۔

عموم مجاز:

کسی لفظ کو مجازی معنی میں استعمال کریں اور یہ معنی اتنا عام ہو کہ حقیقت کو بھی شامل ہو جائے تو اس کو عموم مجاز کہتے ہیں۔

مجاز:

کل لفظ ارید به غیر ماوضع له لمناسبة بینهما

مجاز ہر وہ لفظ جس سے معنی غیر موضوع لہ مراد ہو اس مناسبت کی وجہ سے جو معنی موضوع لہ اور معنی غیر موضوع لہ میں پائی جاتی ہے۔ مثلا:

ا۔ جیسے "بیٹا" پوتے کیلئے۔

۲۔ جیسے "بحر" بہت بڑے اہل علم کے لئے۔

۳۔ جیسے "قلم" تحریر کے لئے جیسے کہا جاتا ہے رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری کے لئے۔

۴۔ زید نے لومڑی کی چال اختیار کی۔

۵۔ امام اعظم دنیائے فقہ کے آفتاب ہیں۔

حکم:

مجاز پر اس وقت عمل کرینگے جبکہ حقیقت متعذر یا مھجور ہو۔

صریح:

ھولفظ یکون المراد بہ ظاہرا

صریح وہ لفظ ہے جس کی مراد ظاہر ہو۔

مثلا:

۱۔ میں گیا ۲۔ میں نے سکھایا ۳۔ میں نے نماز پڑھی ۴۔ میں نے آزان دی ۔

حکم:

صریح کا معنی ثابت ہونے میں نیت کی قطعا حاجت نہیں پڑتی صرف کلام یہ جملہ منہ سے نکلتے ہی معنی ثابت ہو جاتا ہے۔

کنایہ:

ھی مااستتر معناہ

کنایہ وہ لفظ جس کا معنی پوشیدہ ہو۔

مثلا:

۱۔ امام احمد رضا کا علم ایسا قفل ہے جسکی کنجی نہیں یعنی انکا علم اتنا وسیع ہے کہ اس تک رسائی نہیں۔

۲۔ یہ وہ راستہ ہے جسکی منزل نہیں ہے یعنی تو نے جو کام اپنایا ہے اس کا کوئی فائدہ نہیں۔

۳۔ کسی غیر شادی شدہ شخص نے کسی بزرگ سے کہا حضرت دعا کریں کہ میری والدہ اپنے پوتے کو سونے کے پیالے میں بادام کھاتے ہوئے دیکھے پس اس شخص نے چند جملوں میں بہت سی باتیں کہ دی،

۱۔ میری شادی ہو جائے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ اولاد سے نوازے۔

۳۔ میں مالدار ہو جاوں۔

فائدہ:

الکنایہ ابلغ من الصریح

کنایہ صریح سے زیادہ بلیغ ہوتا ہے

حکم:

نیت یا دلالتِ حال پائے جانے کے وقت کنایہ کا حکم ثابت ہوتا ہے۔

(مشق)

س: حقیقت کی تعریف مع اقسام لکھیں۔

س: مجاز متعارف اور عموم مجاز کسے کہتے ہیں۔

س: مجاز کی طرف کب جائینگے؟؟؟

س: صریح اور کنایہ کا کیا حکم ہے نیز "الکنایہ ابلغ من الصریح" کا کیا مطلب ہے۔

س: حقیقت، مجاز، صریح، کنایہ ہر ایک کی فقط مثالیں تحریر کریں۔

"الفاظ کے معانی کا ظہور اور خفاء" اس اعتبار سے قرآنی آیات اور الفاظ کی تقسیمات

۱۔ ظاہر ۲۔ نص ۳۔ مفسر ۴۔ محکم

۱۔ خفی ۲۔ مشکل ۳۔ مجمل ۴۔ متشابہ

ظاہر:

اسم لکل کلام ظهر المراد به مع بنفس السماع من غير تأمل

ہر اس کلام کو ظاہر کہتے ہیں جس کی مراد محض سننے سے ہی سامع کیلئے کسی تامل کے بغیر واضح ہو جائے۔

مثلا:

۱۔ امام احمد رضا فقہ کے ماہر تھے۔

۲۔ امجد اعظمی نے بہار شریعت لکھی۔

۳۔ آپ سے رابطہ کرتا ہوں گھر جاکر (یہ مثال نورالانوار کی مثال" رائيت فلانا حين جائني القوم کے مترادف ہے)

نص:

ماسيق الكلام لاجله

جس معنی کیلئے کلام لایا گیا ہو اس کے لئے وہ کلام نص کہلاتا ہے

مثلا:

ا۔ اسکی کم و بیش امثلہ وہی ہیں جو ظاہر کی ہیں۔

ظاہر اور نص میں فرق:

پس ظاہر میں جہت متکلم کا اعتبار نہیں ہوتا نفس صیغہ ملحوظ ہوتا ہے جبکہ نص میں جہت متکلم کا اعتبار ہوتا ہے کہ اس نے عبارت جاری کیوں کی مثلا شاگرد نے استاد کی فرمانبرداری کی باعتبار صیغہ کہ یہ ایسے معنی میں بلکل ظاہر ہے اور نص ہے تعظیم استاد میں۔

۲۔ زید غٹاغٹ پانی کا پوراگلاس پی گیا۔

یہ اپنا معنی یعنی پانی جلدی جلدی پینے پر "ظاہر" ہے اور زید کے "شدید پیاسے" ہونے پر نص ہے۔

ظاہر اور نص کا حکم:

ظاہر اور نص پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے خواہ یہ عام ہو یا خاص لیکن ارادہ غیر کا احتمال باقی رہتا ہے کیونکہ ان میں تاویل اور تخصیص ہو سکتی ہے۔

مفسر:

ماظهر المراد به من اللفظ ببيان من قبل المتكلم بحيث لايبقى معه احتمال التاويل والتخصيص

مفسر وہ لفظ جس کی مراد متکلم کے بیان سے اس طرح ظاہر ہو کہ اس کے ساتھ تاویل اور تخصیص کا احتمال باقی نہ رہے۔

مثلا:

کل بروز جمعہ کسی کی چھٹی نہیں ہے۔

"کسی کے لفظ" نے تخصیص اور" بروز جمعہ" نے باقی آئندہ دنوں کی تاویل کا احتمال کاٹ دیا۔ مگر یہ کلام نسخ کی صلاحیت رکھتا ہے۔

محکم:

مازاد قوة على المفسر بحيث لا يجوز خلافه اصلا ۔

محکم وہ کلام ہے جو قوت کے اعتبار سے مفسر پر اس طرح بڑھ جائے کہ اس کی مخالفت بالکل جائز نہ ہو۔

مثلا:

ا۔ اللہ تعالی کی جتنی صفات ہیں (سمیع، بصیر، حی) سب کے سب محکم ہیں

۲۔ آیات اعتقادات مثلا قل ھو اللہ احد۔

۳۔ خود کلام باری تعالی ہر عیب سے مبرہ ہے۔

"ہر عیب" نے تخصیص اور "خود نے" تاویل کے دروازے کو بند کر دیا۔یعنی کوئی کہتاہے کہ بعض عیوب سے مبرہ ہے اور بعض سے نہیں تو" ہر" نے اس تخصیص کو منقطع کر دیااور کوئی تاویل کرتاہے کہ یہ براءت قرآن کے طرز پر لکھی گئی اور کتاب کو بھی حاصل ہے تو " لفظ خود" نے یہ تاویل مسترد کر دی نیز یہ نسخ کا بھی احتمال بھی نہیں رکھتا۔

۴۔نبی مکرم ﷺ خاتم النبین ہیں۔

نہ تخصیص کا احتمال کہ بعض کے لئے خاتم ہیں اور بعض کے لئے نہیں جو مستفاد الف لام استغراقی سے ہے

نہ تاویل کا احتمال کہ خاتم النبین بمعنی آخری نبی عوام کا خیال ہے جو مستفاد از احادیث واقوالِ صحابہ واجماعِ امت ہے۔

اور نہ نسخ کا احتمال کہ معاذ اللہ آپ کا خاتم ہونا منسوخ ہو جائے جو مستفاد کلام اللہ تعالی کے سچا ہونے سے ہے۔

خفی:

خفی المراد بہ بعارض لامن حیث الصیغہ

خفی وہ لفظ ہے جس کی مراد کسی عارضہ کی وجہ سے پوشیدہ ہو صیغہ کی وجہ سے نہیں۔

مثلا:

جیسے" لکڑی" یہ ظاہر ہے ہر لکڑی میں اور خفی ہے تنے کے حق میں اور یہ خفابغیر عروضِ صیغہ ہے۔

اور اسی طرح" کاغذ" یہ ظاہر ہے ہر کاغذ کے حق میں اور خفی ہے نوٹ کے حق میں۔

حکم:

خفی کے معانی اور محتملات کی تلاش واجب ہے یہاں تک کہ خفاء دور ہو جائے۔

مشکل:

ماازداد خفاء علی الخفی

مشکل وہ لفظ ہے جو خفاء(پوشیدہ) میں خفی سے بھی بڑھا ہوا ہو۔

مثلا:

ا۔جیسے اللہ تعالی ایسا قادر ہے

خود لفظ" ایسا" میں خفاء ہے اولا جب ہم اس لفظ کے معانی کو اھل لسان یا لغت سے طلب کیا تو ہمیں اس کا معنی اس قدر، اس ڈھنگ ،اور اس طرح ملا، پھر ہم نے غور وفکر کیا کہ یہ کونسے معنی میں مستعمل ہے تو یہاں" اس طرح" کا معنی لینادرست نہیں کیونکہ اللہ تعالی کی ذات وصفات شبیہ وشیل سے مبرہ ومنزہ ہے ہاں اس قدر والا معنی انسب ہے یعنی میرا رب اس قدر قدرت والا ہے کہ رات سے دن اور دن سے رات نکالتا ہے۔

۲۔ اس شیء کا "جذر" کیا ہے

خود لفظ "جذر" میں خفاء ہے اولا اس لفظ کے معانی کو اھل لسان یا لغت سے طلب کرینگے تو ہمیں اس کا دو معنی ملیں

ا۔ ایک عدد کو اسی عدد سے ضرب دینے سے جو رقم حاصل ہو وہ جذر کہلاتی ہے

۲۔ اصل و مادہ

مگر یہاں دوسرا معنی مراد ہے جو غور فکر کے بعد حاصل ہوا کیونکہ پہلے معنی کے لئے عبارت یوں ہوتی "اس رقم کا جذر کیا" ہے

۳۔ جیسے سنت نبویہ کا ورود قرآن پاک کی وضاحت کے لئے

۴۔ اور جیسا کہ صحابہ کرام کا استفسار کرنا نبی مکرم ﷺ سے کیونکہ سوال اشکال کی بناپر ہوتا ہے یا عدم وضاحت کی بناء پر

مشکل کا حکم:

مشکل کی جو بھی مراد ہو اس کے حق ہونے کا اعتقاد رکھنا، اور غور و فکر کر کے اس کے مرادی معنی کی تلاش کرتے رہنا ضروری ہے ہیا تک کہ معنی مرادی پتہ چل جائے۔

مجمل:

ما احتمل وجوها فصار بحال لا یوقف علی المراد به الا ببیان من قبل المتکلم

مجمل وہ لفظ ہے جو کئی وجوہ کا احتمال رکھتا ہو پس اس کی حالت یہ ہو کہ اس کی مراد پر متکلم کی جانب سے وضاحت کئے بغیر واقفیت نہ ہو۔

مثلا:

نماز میں عمل کثیر مفسد صلوۃ ہے

"عمل کثیر" کا لفظ مجمل ہے جب تک اہل علم سے استفسار نہ ہو یہ مراد سمجھ نہیں آسکتی جب ہم نے اھل علم سے استفسار کر لیا تو بعد ستفسار اب نہ ہمیں حاجت طلب نہ ضرورت تامل کیونکہ اھل علم نے بیان شافی کے ساتھ وضاحت کر دی۔

فائدہ جلیلہ

منشاء اجمال:

ا۔ اجمال کبھی مفرد میں ہو گا چند وجوہات کی بناء پر ا۔ اشتراک لفظی ۲۔ اشتراک معنوی ۳۔ تعددِ مجاز باحالتِ تساوی در خفاء و ظہور

تعدد مجاز کی مثال:

اے گلاب کے پھول ہم سے بھی ہم کلام ہو۔

گلاب کے پھول ساتھ "ہم کلام" اس بات کو متعین کر رہا ہے کہ یہاں حقیقۃ گلاب کا پھول مراد نہیں ہے بلکہ معنی مجازی مراد ہے مگر یہاں تعدد مجاز ہے کیونکہ کسی ذات کو گلاب کا پھول اس لئے بھی کہا جاسکتا ہے کہ "وہ ہمیشہ معطر رہتا ہے اور اس سے خوشبو پھوٹتی رہتی ہے"

اس لئے بھی کہا جاسکتا ہے کہ " اس کا ظاہر یعنی حسن ایسا ہی دیدہ زیب ہے جیسا گلاب کے پھول کا" اور اس لئے بھی کہا جاسکتا ہے " کہ اس کا باطن ایسا ہی خوشبو دار ہے" یعنی تقوی سے بھرا ہوا جیسا گلاب کا پھول۔

توجب کسی کو گلاب کا پھول کہنے میں مجاز متعدد ہوئے تو اب ہم تفسیر کے لئے متکلم کی طرف رجوع کرینگے۔

۲۔اجمال کبھی مرکب میں ہو گا جیسے مخصص کا مجھول ہونا جیسا کہ کہا جاتا ہے ان لوگوں سے چند ہی عقلمند ہیں

مرکب میں اجمال کی مثال:

کبھی اجمال مرکب میں عدم تخصیص کی بناء پر ہوتا ہے۔

جیسے "سبزیاں ان میں سے چند ہی اچھی ہے" پس کونسی سبزی اچھی ہے اس کی تعیین نہیں

یونہی امام اہل سنت یہ قول" یہاں موجود ین میں تفقہ جسکا نام ہے امجد علی میں زیادہ پائے گا" اگر امام اہل سنت نام نہ لیتے تو ضرور یہ عبارت مجمل ہوتی اور اس کی تفسیر متکلم سے ہی طلب کی جاتی۔۔۔

۳۔ضمیر میں تردد ہونا کہ اس کا مرجع کیا ہے اسکی مثال مشہور" کل مایعلمہ الانسان کمایعلمہ" نیز" فی بنتہ فی بیتہ"

حکم اجمال:

مجمل کا حکم یہ ہے کہ اس کی مراد کے حق ہونے کا اعتقاد رکھنا ضروری ہے یہاں تک کہ متکلم کی مراد واضح ہو جائے۔

متشابہ:

متشابہ وہ لفظ ہے جس کا معنی مرادی اپنے صیغے کی وجہ سے اتنا پوشیدہ ہو کہ نہ قرینہ خارجیہ سے پوشیدگی دور ہو سکے اور ناہی متکلم کے بیان کی کوئی امید ہو اس لئے کہ وحی کا سلسلہ اب نہیں رہا۔

مثلا:

قرآن مجید کی بعض سورتوں کے شروع میں موجود حروف مقطعات

نوٹ: اسکی امثلہ نہ ملیں۔

حکم:

متشابہ کا حکم یہ کہ اس کی جو بھی مراد ہو اس کو" حق" اور" صحیح" جاننا ضروری ہے

(مشق)

س:

متقابلات کا کیا مطلب ہے نیز متقابلات کتنے ہیں۔

س:

متقابلات کی تقسیم کس اعتبار سے ہے ۔

س:

مشکل اور مجمل کی تعریف کریں نیز منشاءِ اجمال کیا ہے

س:

مفسر اور محکم کو مثال کے ساتھ واضح کریں

س:

اے گلاب کے پھول ہم سے بھی ہم کلام ہو، سبزیاں ان میں سے چند ہی اچھی ہے، نماز میں عمل کثیر مفسد صلوۃ ہے، لکڑی، اس شیء کا جذر کیا ہے، کل بروز جمعہ کسی کی چھٹی نہیں ہے ہر ایک کا ممثل لہ متعین کریں

حقیقت ترک کرنے کی پانچ وجہ

ا۔ بسبب عرف

ا۔ اگر کوئی کہے "قسم سے میں کپڑے نہیں خریدوں گا" تو حالف کفن خریدنے سے حانث نہ ہو گا کیونکہ عرف میں یہ کفن سے مشہور ہے۔

۲۔ "گھر والی چلی گئی" عرف کی وجہ سے گھر والی کا اطلاق فقط بیوی پر ہوتا ہے حالانکہ بہن اور ماں یہ بھی باعتبارِ لغت کے اس لفظ میں داخل ہیں

بسببِ دلالتِ کلام:

"میں کھٹی چیز نہیں کھاوں گا" تو اگر وہ کھٹا میٹھا مالٹا کھالے تو حانث نہ ہو گا کیونکہ کھٹا مطلق ہے جو من کل وجہ کھٹے کو شامل ہو گا۔

بسببِ سیاقِ کلام:

کوئی شخص بزرگوں کے حق میں نارواں کلمات بولتا ہو اسے کہا جائے گا

ا۔ بول بزرگوں کے بارے میں پھر اچھے خاتمے کی امید نہ رکھنا

۲۔ گزار اپنا وقت ذکر اللہ سے غافل ہو کر آخر تجھے ہی آخرت میں حسرت ہو گی۔

بسببِ دلالت معنی راجح الی المتکلم:

ا۔ چند دوست گھومنے جارہے ہوں وہ کسی ایک دوست کے پاس جائیں اور کہیں چل ہمارے ساتھ گھومنے وہ کہے "اللہ کی قسم میں

گھومنے نہ جاوں گا'' تو اس کلام کی حقیقت کہ دوستوں نے اسے گھومنے کے لئے چلنے کا کہا اور اس کا کلام اس گھومنے کے اعتبار سے واقع ہو تو اب ہم اس کی قسم کو معنی مجازی پر محمول کرینگے کہ خاص اس گھومنے کے لئے قسم ہے یہاں تک کہ پھر کبھی جب یہ دوستوں کے ساتھ چلا جا ئے تو حانث نہ ہو گا۔

۲۔ مرید کامل مرید ناقص کو کہے آئیں آپ کو اس کتاب کے اشارے سمجھاوں مجھ پر حرام کہ میں آپ سے استعارہ کروں

۵۔ بسببِ دلالۃِ محل کلام:

ا۔ جیسے کوئی کہے'' اے کتاب میرے ساتھ باتیں کر اور میری باتیں سن ''یہاں محل کلام'' کتاب اور اس کی طرف اسناد کی گئی باتیں کرنے اور سنے کی ہے'' اور یہ محل اس کا صالح ہی نہیں ہے تو ہم معنی مجازی کی طرف جائیں گے یعنی'' اے کتاب میری وحشت دور کر''

۲۔ اے ہوا مصطفی سے کہ دینا غم کے مارے سلام کہتے ہیں

اَب ہوا کا پیغام پہچانا یہ محال ہے کیونکہ محل اس اسناد کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا تو معنی مجازی کی طرف جائینگے اور'' وہ عشق ہے'' کہ کسی کے ہاتھ کسی کو محبت بھرا پیغام بھیجنا یہ عشق کی علامت ہے۔

۳۔ بالکل اسی طرز پر امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کا یہ شعر ہے

غور سے سن تو رضا کعبے سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو

"طریقہ استدلال کے لحاظ "قرآنی آیات اور الفاظ کی تقسیمات_

ا۔ عبارۃ النص ۲۔ اشارۃ النص ۳۔ دلالۃ النص ۴۔ اقتضاء النص

عبارۃ النص:

ماسیق الکلام لاجله واريد به قصدا

عبارۃ النص وہ کلام ہے جو کسی حکم کو ثابت کرنے کے لئے لایا گیا ہو اور اس سے قصدا اس کا ارادہ کیا گیا ہو۔

مثلا:

ا۔ استاد کے ذمے بچے کی تربیت ہے

۲۔ سچ بولنا ایک اچھی عادت ہے

پہلی عبارت سے زمہ داریِ تربیت کا لزوم برائے استاذ اور دوسری عبارت سے اسکول یا مدرسہ یا گھر میں سچ کے رواج کو نافذ کرنے کا شرف استدلال کرے تو یہ عبارۃ النص ہے

امام اہل سنت کے سامنے "بچے کا سلام کرنا" اور استاد کا جواب میں " جیتے رہو کہنا" اس پر امام اہل سنت کی عرض کہ یہ جواب نہ دو بلکہ جواب وعلیکم السلام ہے یہ اس بناء پر کہ آپ نے بزرگوں سے سنا تھا کہ سلام کا جواب دینا واجب ہے اور جواب وہ جو شریعت کا پسندیدہ پس اس عبارت سے استدلال اس پر کہ شرعی جواب ہو۔ بایں وجہ جیتے رہو جواب نہ دو۔

عبارۃ النص کا حکم:

اس کا حکم "قطعی" اور "یقینی" ہوتا ہے جبکہ عوارض سے خالی ہو اور تعارض کے وقت اسے اشارۃ النص پر ترجیح حاصل ہو گی۔

نص اور عبارۃ النص میں فرق

اگر عبارت باعتبار نظم کے دیکھی جائے کہ یہ نظم فلاں کے لئے جاری کی گئی ہے تو" نص " ہے اور عبارت کو باعتبار استدلالِ مستدل دیکھا جائے کہ وہ اس سے کسی شیء کا استدلال کر رہا ہے تو اس عبارت سے مراد "عبارۃ النص" ہے یعنی فرق اعتباری ہے

اشارۃ النص:

ماثبت بنظم النص من غير زيادة وهو غير ظاہر من كل وجه ولا سيق الكلام لاجله

اشارۃ النص وہ مفہوم ہے جو بغیر کسی زیادتی کے نص سے ثابت ہو اور وہ مکمل طور پر ظاہر نہ ہو اور نہ کلام اس کی وجہ سے لایا گیا ہو

مثلا:

ا۔ والد صاحب میرے لئے کھلونا لائے

یہ عبارۃ کھلونا لانے میں عبارۃ النص ہے اور" میرے لئے" کے لفظ سے یہ اشارۃ سمجھ آتا ہے کہ وہ کھلونا خاص زید کا ہے تو اس پر اب یہ حکم متفرع ہو گا کہ وہ چاہے تو اپنے ساتھ اس کھلونے میں کسی کو کھلائے یا نہ کھلائے۔

۲۔ سنی ہوئی بات کا اعتبار نہیں ہوتا ہے یہ عبارۃ النص ہے " عدم اعتبار برائے مسموع کلام" پر اور اور اشارہ ہے اس کی طرف کہ" وہ بات بدون دلیل ہے"

اشارۃ النص کا حکم:

عبارۃ النص کی طرح اس کا حکم بھی "قطعی" اور " یقینی" ہوتا ہے البتہ اس میں قوت اس سے کم ہوتی ہے۔

دلالۃ النص:

ماعلم علة للحكم المنصوص عليه لغة لااجتهادا ولااستنباط

دلالۃ النص وہ مفہوم ہے جو حکم منصوص علیہ کے لئے علت ہو کر معلوم ہو لغۃ کے اعتبار سے نہ کہ اجتہاد اور استنباط کے اعتبار سے۔

مثلا:

ا۔ اس شیء کا حصول میں نے کانٹوں کی راہ پر چل کر کیا ہے۔

اس میں ”کانٹوں کی راہ پر چلنا“ عبارۃ النص ہے اور اس کا معنی لازمی ”نہایت تکلیف میں پڑنا“ ہے اور اس معنی کی طرف ذہن باعتبار لغت کے فوراسبقت کرتا ہے اور اس میں حاجت اجتھاد نہیں۔

۲۔ والدہ بیٹی کو نصیحت کرتے ہوئے کہے ”بیٹی نظریں نیچی کر کے چلا کرو“ پس ماں کی نصیحت بیٹی کو کہ نظریں نیچی کر کے چلا کرو عبارۃ النص ہے اور ”تبلیغ حیاء“ دلالۃ النص ہے۔

امام اہل سنت نے کیا ہی خوب ارشاد فرمایا۔

پہنچے پہنچنے والے تو منزل مگر شاہ
انکی جو تھک کے بیٹھے سر راہ لے خبر

دلالۃ النص کا حکم:

اس کا حکم یہ ہے کہ منصوص علیہ میں پائی جانے والی علت جہاں کہیں پائی جائی گی اس کا حکم بھی وہاں پایا جائے گا۔

اقتضاء النص:

ھوزیادۃ علی النص لایتحقق معنی النص الا بہ

اقتضاء النص وہ نص پر ایسی زیادتی کا نام ہے جس کے بغیر نص کا معنی ہی ثابت نہ ہو

اقتضاء النص کا حکم:

اس کا حکم یہ ہے کہ اس سے ثابت ہونے والی چیز بقدر ضرورت ثابت ہوتی ہے

مثلا:

ا۔”والد صاحب کا موجود یہ سارا پیسہ“ ان کے ورثاء میں تقسیم ہو گا یہ عبارت باعتبارِ حکمِ شرعی کے اس وقت صحیح ہو گی جب یہ کہا جائے کہ والد صاحب مرحوم کی تجہیز و تکفین قرض و وصیت سے ہم سبکدوش ہو گئے۔

۲۔” میرے والدین کو انشاءاللہ بروز قیامت سونے کے تاج پہنائیں جائینگے “ یہ عبارت تقاضہ کرتی ہے کہ میں حافظ ہوں اور حفظ بھولا بھی نہیں ہوں الحمدللہ۔

۳۔” اب کوئی نبی نہیں آئے گا“ یہ جملہ درست نہیں کیونکہ عیسی علیہ السلام جو کہ اللہ کے نبی ہیں تشریف لائیں گے تو مطلب یہ ہے ”کہ کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہو گا“

۴۔اسی طرح کہا جائے کہ” آپ نے کلاس کو پڑھا دیا“ مطلب یہ کہ آپ نے کلاس والوں کو پڑھا دیا؟

(مشق)

س: عبارۃ النص واشارۃ النص کی تعریف کرتے ہوئے ہر دو میں فرق بیان کریں۔

س: نص اور عبارۃ النص میں فرق منصائے شہود پر لائیں۔

س: دلالۃ النص کی تعریف کرتے ہوئے وضاحت کریں کہ کیا دلالۃ النص میں اجتھاد اور قیاس کو دخل ہے۔

س: اقتضاء النص کا مفہوم مع مثال لکھیں

س: عبارۃ النص، اشارۃ النص، دلالۃ النص، واقتضاء النص کی تقسیم کس اعتبار سے ہے۔

(بحثِ امر)

امر کا لغوی معنی:

قول القائل لغیرہ افعل

قائل کا قول اپنے غیر کے لئے افعل یعنی قائل کا اپنے غیر کو افعل کہنا لغۃ امر کہلاتا ہے

اصطلاحی معنی:

تصرف الزام الفعل علی لغیر

غیر پر کسی فعل کو لازم کرنا اصطلاحِ شرع میں امر کہلاتا ہے

امر باعتبارِ ادا اور قضا

آپ یوں سمجھیں کہ حکم دینے والے نے اپنا حکم جس وقت کرنے کا کہا اسی وقت کیا جائے تو" ادا" اور اس وقت کے علاوہ اور وقت میں کیا جائے تو" قضا" کہلاتا ہے۔

ہمارے عرف میں" ادا اور قضا" کا استعمال نہیں ہے فقط سمجھانے کے لئے ہم ادا اور قضا کا استعمال کرینگے۔

ادا :

"استاد نے کلاس میں کہا مجھے کل کام چیک کروائیں"

تو اگر طلبا نے کل کام چیک کروا دیا تو یہ ادا کہلائے گا کیونکہ مامور کو جس وقت کرنے کا حکم دیا گیا تو اسی وقت میں کر کے دکھایا گیا

قضا:

"اور اگر بعض طلبا کل کی بجائے پرسو کام چیک کروائیں"

تو یہ قضا کہلائے گا کیونکہ مامور کو جس وقت کرنے کا کہا گیا تو اس وقت میں نہیں کر کے دکھایا گیا۔

ادا کی قسمیں

۱۔ کامل ۲۔ قاصر

کامل:

۱۔ استاد طلبا سے کہے کہ کل کام چیک کروانا اور ھیڈنگ کالے قلم سے انکے نیچے ھرے مار کر کی لکیر لگائیں اور اس ھیڈنگ کے تحت جو لکھیں وہ نیلے قلم سے لکھیں۔

اگر طالبعلم اس طرز پر کام کر کے آئیں اور کل ہی کام چیک کروائیں تو یہ ادا کے ساتھ کامل بھی ہے یعنی یہ "ادا کامل ہے"

۲۔ یونہی والد بیٹے کو ایک خاص دکان سے پان لانے کا کہے اگر بیٹا اس خاص دکان سے لائے تو کامل اور اگر کسی اور دکان سے لائے تو قاصر ہے۔

قاصر:

۱۔ اور اگر اس طرز پر نہیں، ھیڈنگ اور ھیڈنگ کے تحت کا سب کام ایک ہی قلم سے کیا اور کل چیک کروایا تو یہ ادا تو ہے مگر قاصر ہے یعنی "ادا قاصر" ہے

بحث مامور بہ

مطلق عن الوقت / مقید عن الوقت

مطلق عن الوقت:

کبھی کبھار حکم دینے والا اس بات کا ارادہ کرتا ہے یہ جو بھی میں نے حکم دیا ہے یہ اسے کرے چاہے جب کرے مگر مرنے سے پہلے کرے تو یہ مطلق عن الوقت کہلائے گا۔

مثلا:

۱۔ جیسے استاد شاگرد کو حکما کہے کہ تجھے اپنی زندگی میں ایک تصنیف کرنی ہے تو وہ جس وقت بھی کرے" مامور بہ" پر عمل کرنے والا کہلائے گا۔

۲۔ آپ کوئی بھی دن مجھے میری قلم لوٹا دے

مقید عن الوقت:

یعنی مامور بہ کی ادئیگی کا ایک وقت مقرر ہو گا اس کے فوت سے مامور بہ بھی فوت ہو جائے گا اس کی دو قسمیں ہیں۔

ا۔ وقت کا ظرف ہونا ۲۔ وقت کا معیار ہونا

ا۔ وقت کا ظرف ہونا

جیسے کہا جائے " آپ مغرب کے بعد کھاو" بے شک وقتِ مغرب جو کھانے کے لئے ظرف واقع ہو رہا ہے وہ زائدہ ہے تو اب یہ بندہ اس وقت میں کوئی اور بھی کام کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔

۲۔ وقت کا معیار ہونا

جیسے اجیر خاص کی ڈیوٹی کا وقت گویا اسے ادارے کی طرف سے حکم ہو تا ہے کہ اس وقت تا اس وقت یہ کام کرو، اس وقت نے موقت کو گھیر لیا اور اس سے زائد بھی نہیں کیونکہ اس سے زائد ڈیوٹی کا وقت نہیں۔

اس وقت میں کمپنی کا ملازم اگر کسی اور کام کا ارادہ بھی کرے تو درست نہیں کیونکہ کمپنی نے جو وقت مقرر کر لیا وہ متعین ہو گیا اب بغیر رضامندی ادارہ اس کام کے علاوہ دوسرا کام نہیں کر سکتا۔

فائدہ:

یہ یاد رہے کہ حکم دینے والا اگر صاحب حکمت اور دانا ہے تو کبھی بھی ایسا حکم نہ دے گا جو مشتمل بر خش ہو یا لغو ہو یا سفاہت پر مشتمل ہو

مثلا استاد طلبا کا رہنما ہو تا ہے اور ان طلبا کی اچھی نشو نما کر تا ہے پس استاد کے لئے یہی لائق اور اسے یہی زیب دیتا ہے کہ وہ ایسے احکام اپنے طلبا کو دے جن میں فائدہ اور خوبی ہو بصورت دیگر وہ شعبے کے ساتھ ناانصافی کرے گا۔

استادوں کا ادب، مدرسے کا ادب، کتابوں کا ادب، علم کی اہمیت، علم کی طرف دھیان یہ وہ تنبیہات اور احکامات ہیں جو استادوں کی ذمہ داریوں سے ہیں۔

استاد حکم دیتا ہے

ا۔ استادوں کا ادب کرو

۲۔ علم حاصل کرو

۳۔ بری عادات سے بچو

۴۔ مطالعہ کے حریص بنو

۵۔ برے لوگوں سے دور رہو

۶۔ دین کے سیکھنے میں اپنے آپ کو تھکاو۔

پیارے بچو غور کرو!

شروع کی تین مثالوں میں بھی حکم ہے اور بعد کی تین مثالوں میں بھی حکم ہے مگر دونوں میں فرق ہے شروع کی تین مثالوں میں جسکا حکم دیا گیا اچھا ہے یعنی خود "مامور" میں خوبی ہے کیونکہ ادب کرنا، علم حاصل کرنا، بری عادتوں سے بچنا یہ کام بذات اچھے ہیں بعد کی تین مثالوں میں وہ "محکوم" خود اچھا نہیں بلکہ دوسری چیز کے ملنے کی وجہ سے اچھا ہے کیونکہ حریص ہونا یعنی لالچی ہونا، لوگوں سے دور رہنا، اپنے آپ کو تھکانا، خود ان میں "حسن" نہیں ہے مگر علم کا لالچی ہو، تو اس لالچ میں "علم" کے واسطے سے حسن آجائے گا اور لوگوں سے دور رہے تو اس دور رہنے میں "برائی" کے واسطے سے حسن آجائیگا اور تھکانا اس میں "حصولِ نعمت" کے واسطے سے حسن آجائیگا۔

البحث الثانی

فی بیان السنة

سنت کا لغوی معنی: السیرة ،والطریقة المعتاد

یعنی سیرت اور مشہور طریقہ

سنت کا اصطلاحی معنی:

وعند الاصولین :کل ماصدر عن رسول اللہ ﷺ من قول او فعل او تقریر

اور اصولین کے نزدیک ہر وہ جس کا صدور، رسول اللہ ﷺ سے ہو قول یا فعل یا تقریر سے

حجیتِ حدیث:

۱۔ اطیعو اللہ واطیعو الرسول

۲۔ و من یطع الرسول فقد اطاع اللہ

۳۔ علیکم سنتی وسنۃ خلفاء الراشدین

خبر باعتبار وصولہ الینا

اقسام حدیث مسند تین ہیں

۱۔ خبرِ متواتر ۲۔ خبرِ مشہور ۳۔ خبرِ آحاد

خبرِ متواتر:

هو مارواه عن رسول الله ﷺ فی العصور الثلاثة الاولی (هی عصر الصحابة والتابعین وتابعی التابعین) جمع یمتنع فی العادة تواطوءهم علی الكذب۔

بلاشبہ جس کو قرونِ ثلاثہ (صحابہ کرام، تابعین وتبع تابعین کا زمانہ) میں ایسے راویوں کی جماعت نقل کرتی آئی ہو جس کا جھوٹ پر جمع ہونا ناممکن ہو۔

مثلاً:

۱۔ من کذب علی متعمدا فلیتبواء مقعدہ من

۲۔ویل الاعقاب من النار

۳۔ تعداد رکعات، مقادیرِ زکوۃ ، نقلِ قرآن وغیرہ

حکم التواتر:

وہ رسول اللہ ﷺ سے بلاشبہ قطعی طور پر ثابت اور بمنزلہ کتاب اللہ ہے پس وہ علم ویقین کا فائدہ دے گی نیز اس کا انکار کرنے والا کافر کہلائے گا۔

خبر مشہور:

هو ماروا ه عن رسول الله ﷺ عدد لم یبلغ جمع التواتر کواحداو اثنین ثم انتشر فی قرن الثانی بعد الصحابة۔

وہ جس کو ایسی عدد روایت کریں جو حدِ تواتر کو نہ پہنچے پھر قرنِ ثانی یا ثالث میں اسکی شہرت ہوئی ہو۔

یعنی جس کا سلسلہ اسنادِ عصرِ اول میں حدیث آحاد کی مانند ہو پھر عصرِ ثانی (تابعین) یا عصرِ ثالث (تبع تابعین) میں شہرت پائی ہو اور علمائے امت نے اسے متواتر کی طرح قبول کیا ہو اور اس میں ایک قسم کا شبہ ہوتا ہے

مثلاً:

۱۔انما لاعمال باالنیات

۲۔بنی الاسلام علی خمس

۳۔حدیثِ مسح علی الخفین وغیرہ

خبرِ مشہورہ کا حکم:

جو طمانیت کا فائدہ دے گی نیز اس کے ذریعے کتاب اللہ کے عام کو خاص کیا جائے گا اور اس کا انکار کرنے والا فاسق وفاجر کہلائے گا۔

خبر آحاد:

هو ماروا ه عن رسول الله ﷺ آحاد ای واحد عن وحد او واحد عن جماعة او جماعة عن واحد

وہ جس کو ایک راوی دوسرے ایک راوی سے نقل کرے، یا ایک روای یا جماعتِ روای ایک روای سے روایت کرے اور اس میں شبہ واحتمال ہوتا ہے

مثلاً:

اکثر احادیث خبرِ احاد ہیں

خبرِ احاد کا حکم:

اس کے ساتھ عمل کرنا واجب ہے شرعی احکام میں، اور اس سے ظن کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

اقسامِ رر اوی

۱۔ معروف بالاجتھاد والعلم ۲۔ معروف بالحفظ والعدل

معروف بالاجتھاد ولاعلم:

یعنی وہ صحابہ جو اجتھاد اور علم کے اعتبار سے مشہور و معروف ہو جیسے خلفائے اربعہ وغیرہ۔

معروف بالحفظ والعدل:

یعنی وہ صحابہ جو حافظہ کے اچھے اور عادل ہونے میں مشہور ہو۔ مگر فتوی دینے کا درجہ نہ رکھتے ہوں مثلا حضرت ابو ھریرہ وغیرہ

رواۃ کی دوسری قسم

بقول حضرت علی مرتضی تین ہیں:

۱۔ مومن مخلص:

جو پیارے آقا علیہ السلام کے حضور میں رہا اور کلام پاک کو سمجھا

۲۔ اعرابی:

جو کلام کو تو سنا لیکن حقیقت کو نہ سمجھا۔

منافق:

وہ جو افتراء باندھا ہو

خبر واحد چار موقعوں پر دلیل کے واسطے پیش ہو سکتی ہے

۱۔ خالص حق اللہ

میں جہاں حق العباد نہ ہو اور جو محل عقوبت و سزا نہ ہو مثلا روزہ، نماز، حج وغیرہ

۲۔ خالص حق العباد

میں جس میں الزام محض ہو۔

۳۔ خالص حق العباد

جس میں الزام نہ ہو۔

۴۔ حق العباد

جس میں من وجہ الزام ہو۔

نوٹ۔

پہلی صورت میں خبر واحد کو قبول کیا جائے گا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اعرابی کی شہادت کو قبول فرمایا رمضان کے چاند کے بارے میں دوسری صورت میں عدد اور عدالت کا لحاظ رکھا جائے گا جیسے مسئلہِ منازعات وغیرہ تیسری صورت میں خبر واحد کو قبول کیا جائے گا خواہ راوی عادل ہو یا فاسق اور اسکی نظیر معاملات وغیرہ

اور چوتھی صورت میں عند ابی حنیفہ عدد کی شرط ہے یا عدالت کی اور اسکی نظیر مسئلہِ عزل ہے۔

البحث الثالث

فی بیان الاجماع

اجماع کی لغوی تعریف:

لغت میں کسی چیز کا "پختہ اور قوی ارادہ کرنا" اجماع کہلاتا ہے اور اسی معنی سے آپ ﷺ کا یہ فرمان ہے (**من لم یجمع الصیام قبل الفجر فلا صیام له**) اس آدمی کا روزہ نہیں ہے جس نے رات ہی سے روزے کی تجمیع (یعنی پختہ ارادہ) نہیں کی۔ اور کہا جاتا ہے "اجمع فلان علی امر" فلاں نے معاملے پر اجماع کیا یعنی اس نے پختہ ارادہ کیا۔

اجماع کی اصطلاحی تعریف:

اہل اصول کی اصطلاح میں نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد، کسی دور میں، شرعی حکم پر امت اسلامیہ کے مجتھدین کا اتفاق کرنا اجماع کہلاتا ہے

حجیت اجماع:

۱۔اتبعوا سواد اعظم

یعنی بڑے گروہ کی پیروی کرو

۲۔ومن یتبع غیر سبیل المومنین نوله ماتولی ونصله جهنم وساءت مصیرا

۳۔لایجتمع امتی علی ضلالة

مطلقا اجماع کا حکم:

امت محمدیہ کا اجماع دین کے فروعات میں قابل حجت اور موجب عمل ہے اس امت کی کرامت اور شرف کی بناء پر۔
یعنی امت محمدیہ کا اجماع حجت شرعی ہے۔ اس کے چار اقسام ہیں

اقسامِ اجماع

۱۔ اجماع صحابہ کرام کسی مسئلہ یا حادثہ میں زبان سے کہ کر۔

۲۔ اجماع صحابہ کرام کسی مسئلہ یا حادثہ میں اس طرح کہ بعض زبان سے کہیں یا فتوی دیں یا عمل کریں اور بعض خاموش رہیں یعنی رد نہ کریں۔

۳۔ اجماع ان کا جو صحابہ کے بعد ہیں یعنی تابعین و تبع تابعین۔

۴۔ اجماع سلف کے اقوال میں سے کسی قول پر۔

حکم الاول: باعتبارِ قطعیت کے کتاب اللہ کے منزلہ میں ہے

حکم الثانی: باعتبار قطعیت کے متواتر کے منزلہ میں ہے

حکم الثالث: وہ خبر مشہورہ کے منزلہ میں ہے کہ اس سے طمانیت کا علم حاصل ہو گا۔

حکم الرابع: وہ خبر واحد کے منزلہ میں ہے

اعتبار اور عدمِ اعتبار کے اعتبار سے اجماع کی دو قسمیں ہیں

اجماعِ معتبر:

اہل رائے اور مجتہدین کا اجماع۔

اجماعِ غیر معتبر:

اجماعِ متکلمین و محدثین، جو اصول فقہ میں بصیرت نہ رکھتے ہوں۔

پھر اجماع کی دو قسمیں ہیں

اجماعِ مرکب:

جس میں بہت سے رائیں کسی حادثہ کے حکم میں جمع ہو جائیں مگر علتِ حکم میں اختلاف پایا جائے۔

اجماعِ غیر مرکب:

جس میں آراء کا اجماع ہو مگر علتِ حکم میں اختلاف نہ ہو۔

فصل اجماع عدم قائل بالفصل

۱۔ جس میں منشاءِ خلاف دو مسئلوں میں ایک ہو اور یہ حجت ہے

۲۔ جس میں منشاءِ خلاف دو مسئلوں میں الگ الگ ہو اور یہ حجت نہیں ہے۔

فصل الواجب علی المجتہد

مجتہد پر واجب ہے کہ جو حادثہ پیش آئے اس کا حکم پہلے کتاب اللہ میں تلاش کرے کیونکہ عمل بالرای مع امکانِ عمل بالنص زیادہ اقوی ہے پھر حدیث میں تلاش کرے۔

فائدہ:

۱۔ اجماع نہ ناسخ ہوتا ہے نہ منسوخ یعنی صحابہ کا اجماع کسی چیز کو منسوخ نہیں کر سکتا اور اگر صحابہ کا اجماع آ گیا تو اب کوئی چیز ختم نہیں کر سکتی۔

۲۔ ہماری شریعت میں ایک فرد کی عصمت پر کوئی دلیل نہیں۔

۳۔ ہماری شریعت کی خصوصیت ہے کہ اکثر کی عصمت پر نص ہے

۴۔ اجماع اقوی الحجج ہے

البحث الرابع

فی بیان القیاس

(فصل اول)

قیاس کی لغوی تعریف:

قیاس کا لغوی معنی " التقدیر " یعنی اندازہ کرنا۔

یعنی کسی چیز کو دوسری چیز کے ساتھ اس طرح اندازہ کرنا کہ دونوں کے وصف اور حکم میں اشتراک رہے مثلاً نشہ کی وجہ سے شراب حرام ہے تو جس قدر نشہ لانے والی چیزیں ہونگی سب حرام ہونگی۔

قیاس کی اصطلاح تعریف:

هو تعدية الحكم من الاصل الى الفرع بعلة متحدة بينهما

قیاس وہ ہے جس میں اصل سے فرع کی طرف حکم کا تعدیہ کیا جاتا ہے ان دونوں کے درمیان علت مشترکہ کی بناء پر یعنی ایک جزئی جو کہ منصوص ہے اس کا حکم دوسری جزئی جو کہ غیر منصوص ہے اس پر لگانا

حکم قیاس:

و هو حجة شرعية من حجج الشرع يجب العمل به عند انعدام مافوقه من الدليل في الحادثه

قیاس شرعی دلائل میں سے ایک دلیل ہے اور اس پر عمل کرنا واجب ہے اس وقت جب حکم اس سے مافوق دلائل (قرآن، حدیث، اجماع) میں نہ مل سکے۔

قیاس کی حجیت:

۱۔ فاعتبروا يا اولى الابصار

۲۔ حديثِ معاذ بن جبل رضى الله عنه حين بعثه رسول الله ﷺ الى اليمن

۳۔ ورُوی ان امرءة خثعمية سالت عن حج ابيه ادركه الحج فمات ۔۔۔۔ فقال رسول الله ﷺ " دين الله احق " فهذ قياس

۴۔ قيس بن طلق بن على رضى الله عنه انه قال جاء رجل الى رسول الله ﷺ فقال يا نبى الله ﷺ ماترى فى مس الذكر " فقال رسول الله ﷺ الا هو بضعة منه " وهذا هو القياس

۵۔ عقلی دلیل اگر قیاس حجت نہ ہو تو شریعت منجمد ہو جائے تالی باطل مقدم مثل کیونکہ شریعت قیامت تک کے لئے ہے

(فصل دوم)

ارکان قیاس:

ارکان قیاس چار ہیں۔

۱۔اصل (مقیس علیہ) ۲۔فرع (مقیس)

۳۔علۃ (معنی مشترک) ۴۔حکم (مقصودِ قیاس)

(فصل سوم)

شرائط قیاس:

۱۔ قیاس نص کے مقابلہ میں نہ ہو یعنی نص کے معارض نہ ہو۔

۲۔ متضمن تغیرِ احکامِ نص نہ ہو یعنی وہ قیاس نص کے احکام کو بدل نہ دے۔

۳۔ فرع اور اصل میں جو علت مشترک ہے وہ غیر معقول نہ ہو یعنی ایسی نہ ہو کہ وہ سمجھ نہ آئے۔

۴۔ تعلیل حکمِ شرعی کے لئے ہو امر لغوی کے لئے نہ ہو۔

۵۔ فرع منصوص علیہ نہ ہو۔

فصل چہارم

قیاسِ شرعی:

حکم کا ترتیب دینا فرع میں جس سے وہی معنی پیدا ہو جو اصل میں ہے۔

ماخذِ علت:

ماخذ علت تین ہیں

۱۔کتاب ۲۔سنت ۳۔ اجماع، اجتھاد واستنباط۔

فمثال العلۃ الماخوذۃ بالکتاب:

یعنی وہ علت جو کتاب اللہ سے ماخوذ ہے " کثرتِ طواف " جس کو علت قرار دیا" حرج فی الاستیذان کے سقوط " کا اللہ تعالی کے اس فرمان میں" لیس علیکم ولا علیھم جناح بعد ھن طوافون علیکم بعضکم علی بعض " یعنی غلام بغیر اجازت گھر میں

آسکتا ہے پس اسی علت کی بنیاد پر رسول اللہ ﷺ نے بلی کے جھوٹے کو نجس قرار نہیں دیا کما قال علیه السلام الهرة ليست بنجسة فانها من الطوافين عليكم والطوافات

ومثال العلة الماخوذ بالسنة:

یعنی وہ علت جو سنت سے ماخوذ ہے "استرخاءِ مفاصل" سرکار علیہ السلام کے اس فرمان میں ليس الوضوء على من نام قائما او قاعدا او راكعا او ساجدا انما الوضوء على من نام مضطجعا فانه اذا نام مضطجعا استرخت مفاصله پس حکم اسی علت کی بنیاد پر متعدی ہوتا ہے اس نوم کی طرف جو "مستندا یا متکئا ہو کہ اس صورت میں بھی وضو ٹوٹ جائے گا اگر اس کا مقعد زمین سے زائل ہو جائے اسی طرح حکم "اغماء اور سکر" کی حالت میں۔

ومثال العلة الماخوذ بالاجماع:

یعنی وہ علت جو اجماع سے ماخوذ ہے جیسا کہ "صغر پن" صغیر کے حق میں علت ہے "ولایت اب" کے لئے پس حکم" ولاية الاب" صغیرہ کے حق میں بھی متعدی ہو گا علت" صغر" کے پائے جانے کی وجہ سے۔

وبيان العلة المعلولة بالاجتهاد الاستنباط:

جیسا کہ تمام مسائل اجتھادیہ وقیاسیہ جس میں وصف مشترک کی بناء پر حکم لگایا جاتا ہے۔

قیاس کی دو قسمیں ہیں

ا۔ اتحاد فی النوع **۲۔ اتحاد فی الجنس**

اتحاد فی النوع:

اتحاد فی النوع وہ ہے جس میں فرع کا حکم اصل کے حکم کا عین ہو لیکن دونوں کا محل الگ الگ ہو۔

اتحاد فی الجنس:

اتحاد فی الجنس وہ ہے جس میں اصل وفرع دونوں کا حکم کبھی ایک وصف میں مشترک ہو اور کبھی ایک وصف میں مختلف ہو۔

نوٹ:

یعنی تعدیہ حکم میں اس بات کا خیال ضروری ہے کہ جو حکم فرع میں لگایا جائے وہ اس حکم کی نوع یا جنس سے ہو جو کہ اصل میں موجود ہے

فصل پنجم

قیاس پر وارد ہونے والے اعتراضات آٹھ ہیں

ا۔ ممانعت ۲۔ قول بموجب العلة ۳۔ قلب ۴۔ عکس

۵۔ فساد وضع ۶۔ فرق ۷۔ نقض ۸۔ معارضہ

ممانعت:

وہی منع السائل عن قبول ما اجیب المعلل بتعلیلہ من غیر دلیل

سائل کا رک جانا اس امر کے قبول سے جس کو معلل نے اپنے تعلیل کے ذریعے لازم کیا ہو بغیر دلیل کے

جیسے نصاب تلف ہونے پر بھی دین کی طرح زکواۃ واجب ہے ہم کہیں گے لا نسلم کہ ہم تسلیم نہیں کرتے کہ زکوۃ واجب ہے بلکہ زکواۃ کی ادائیگی واجب ہے

اس کے چار اقسام ہیں

۱۔ فی نفس الوصف ۲۔ فی صلاحیت الوصف ۳۔ فی نفس الحکم ۴۔ فی نسبت الحکم

فی نفس الوصف:

خصم کہے کہ جس وصف کو تم علت کہتے ہو ہم اسے علت نہیں مانتے بلکہ علت دوسری چیز ہے

فی صلاحیت الوصف:

خصم کہے کہ ہم نہیں مانتے کہ جس وصف کو تم علت قرار دیتے ہو وہ علت کے واسطے صالح ہے

فی نفس الحکم:

خصم حکم کو نہ مانے بلکہ کہے کہ حکم دوسری چیز ہے

فی نسبت الحکم:

خصم کہے کہ حکم اس وصف کی طرف منسوب نہیں ہے جس کی طرف تم منسوب کرتے ہو بلکہ دوسرے وصف کی طرف منسوب ہے

القول بموجب العلۃ:

اس وصف کو علت تسلیم کرنا جس کو معلل نے وارد کیا ہو مگر معلل کے معلول کو نہ ماننا جس کا وہ دعوی کرتا ہے جیسے کوئی کہے رمضان کے روزے فرض ہیں پس قضاء روزوں کی طرح بغیر معین کئے رکھنا جائز نہ ہوں گے ہم کہتے ہیں کہ بیشک فرض روزے بغیر تعیین کے جائز نہیں مگر رمضان میں من جانب الشرع خود تعیین ہو چکا ہے۔

قلب:

لغتا:

کسی شیء کی ہیئت کا ایسا تغیر جو پہلی ہیئت کے خلاف ہو۔

اصطلاحا

پہلی ہیئت کے خلاف علت کی ہیئت کو بدلنا قلب کہلاتا ہے۔

اس کی دو قسمیں ہیں

۱۔ معلل نے جس شیء کو کسی حکم کے واسطے علت قرار دی ہے اس کو معترض اس حکم کے واسطے معلول قرار دے۔

۲۔ معلل نے جس وصف کو کسی حکم کے واسطے علت قرار دیا ہے معترض اس وصف کو اس حکم کی ضد کے لئے علت قرار دے۔

مثلا:

کوئی کہے رمضان کے روزے فرض ہیں پس قضاء روزوں کی طرح تعین مشروط ہوگی۔ ہم کہیں گے کہ جب روزے فرض ہوئے تو اس کے دن بھی معین ہوئے پس قضاء کی طرح تعین مشروط نہ ہوگی۔

عکس:

لغتا:

کسی شیء کو اس کی پہلی حالت کی طرف رد کرنا

اصطلاحا:

سائل معلل کے اصل پر اس طرح گرفت کرے کہ معلل مضطر ہو جائے اصل اور فرع کے درمیان فرق کرنے میں۔

مثلا:

کوئی کہے کہ زیور استعمال کے لئے ہیں پس لباس کی طرح اس پر زکواۃ واجب نہیں، ہم کہیں گے اگر زیور لباس کی طرح ہوتا تو مردوں کے زیور میں بھی زکواۃ نہ آتی حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

نقض: تخلف الحکم عن العلۃ

یعنی

مثلا:

کوئی کہے کہ وضوء طہارت ہے اس لئے اس میں تیمم کی طرح نیت شرط ہے ہم کہیں کہ کپڑے، برتن میں دھونا طہارت ہے لیکن نیت شرط نہیں۔

معارضہ:

معلل کا کسی حکم کو کسی دلیل سے ثابت کرنا اور معترض کا اسی حکم کو دوسری دلیل سے نفی کرنا۔

مثلا: کوئی کہے سر کا مسح رکن وضوء ہے پس تین دفعہ مسنون ہے جس طرح دھونا تین دفعہ ہے ہم کہتے ہیں بلاشبہ سر کا مسح رکن ہے

لیکن تین دفعہ مسنون نہیں، جس طرح موزہ، اور تیمم تین دفعہ مسنون نہیں۔

فرق:

بغیر مناسبت اور مشارکت کے ایک چیز کو دوسری چیز پر قیاس کرنا،

مثلا:

راہن عبد مرہون کو کو آزاد کردے تو اس کا نفاذ نہ ہو گا جس طرح مرہون کی بیع نافذ نہیں ہوتی ہم کہیں گے کہ قیاس صحیح نہیں ہے کیونکہ بیع میں فسخ کا احتمال ہے اعتاق میں نہیں۔

فسادوضع:

علت کو ایسا وصف ماننا جو حکم کے لائق نہ ہو۔

مثلا:

احد الزوجین کا اسلام موجبِ زوالِ ملکِ نکاح ہے جس طرح احد الزوجین کا ارتداد موجب زوال ملک نکاح ہے ہم کہتے ہیں کہ اسلام موجبِ زوالِ ملک نہیں بلکہ اسلام دوسرے پر پیش کیا جائے گا اگر وہ بھی مسلمان ہو جائے تو نکاح باقی رہے گا ورنہ تفریق کرائی جائی گی۔

فصل ششم

موانعِ حکم پانچ ہیں

۱۔مانع انعقاءوعلتہ ۲۔مانع تمام علت ۳۔مانع ابتدا حکم ۴۔مانع تمام حکم ۵۔مانع لزوم حکم

مانع انعقاءعلتہ: آزاد شخص، خون وغیرہ کی بیع۔

مانع تمام علت: مثلا بیع، ملک وغیرہ

مانع ابتدا حکم: مثلا خیار شرط

مانع تمام حکم: مثلا خیار رویت

مانع لزوم حکم: مثلا خیار عیب

فصل ہفتم

متعلقات احکام:

وہ شیءجس کے ساتھ احکام تعلق رکھتے ہیں چار ہیں

۱۔سبب ۲۔علت ۳۔شرط ۴۔علامت

سبب:

جو چیز دوسری چیز کے حاصل ہونے کا وسیلہ ہو اور حکم اس کی طرف مضاف نہ ہو مثلا چور کو بتانا سبب، چوری کرنا علت، اور ہاتھ کاٹنا حکم پس چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا نہ کہ بتانے والے کا۔

علت:

جس کی طرف وجوبِ حکم بلاواسطہ اضافہ کیا جائے۔

فائدہ:

۱۔جب سبب علت کے ساتھ جمع ہو جائے تو حکم کو علت کی طرف پھیرا جائے گا سوائے جب حکم کی اضافت علت کی طرف متعذر ہو جائے۔

۲۔سبب کبھی کبھار علت کے معنی میں ہو گا اس وقت حکم کو سبب کی طرف پھیرا جائے گا مثلا جانور کا ہانکنا سبب، جانوار کا کھیتی تباہ کرنا علت، اور جرمانہ حکم ہے پس اس وقت جرمانہ مالک سے لیا جائے گا۔

شرط:

جو حکم کے واسطے موقوف علیہ ہو یعنی بدون اسکے شیءموجود نہ ہو۔

فائدہ:

۱۔شرط الشیءخارج عنہ

۲۔اذافات الشرط فات المشروط

۳۔اس میں حکم موقوف ہو گا

علامت:

وہ شے جس کے ساتھ وجود شے کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

احکامِ شرع چار ہیں

۱۔ حقوق اللہ تعالیٰ خالصۃ مثلاً عبادات

۲۔ حقوق العباد خالصۃ مثلاً معاملات

۳۔ حق اللہ و حق العباد مجتمع مگر حق اللہ غالب مثلاً حد قذف

۴۔ حق اللہ و حق العباد مجتمع مگر حق العباد غالب مثلاً قصاص

نوٹ:

اقسام حقوق اللہ آٹھ ہیں

فصل ہشتم

وجوب:

ادائے شئے جو کسی شخص پر واجب ہو۔

اہلیت: لیاقت کو کہتے ہیں اس کے دو اقسام ہیں

۱۔ وجوب جو ذمہ داری سے متعلق ہو ۲۔ ادا جو ابدان سے متعلق ہو

اقسامِ ادا

۱۔ کامل ۲۔ قاصر

فصل نہم

الامور المعترضه على الاهلية

اقسامِ امورِ معترضہ دو ہیں

۱۔ سماوی ۲۔ مکتسبہ

سماوی کی اقسام:

۱۔ صغر ۲۔ جنون ۳۔ نسیان ۴۔ نوم ۵۔ اغماء ۶۔ رق ۷۔ مرض ۸۔ حیض ۹۔ نفاس ۱۰۔ موت

مکتسبہ کی اقسام:

۱۔ جہل ۲۔ سفہ ۳۔ سکر ۴۔ ہزل ۵۔ خطاء ۶۔ اکراہ